مظہر کلیم ایم اے

مظہر کلیم ایم اے

پاکستان کے ممتاز جاسوسی ناول نگار کا ایک خصوصی انٹرویو.....

جاسوسی ادب کے قارئین کے لئے جناب مظہر کلیم ایم اے کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ جہاں پاکستان میں اردو جاسوسی کے روح رواں ابن صفی کی خدمات کو سراہا جاتا ہے وہاں ابن صفی بی اے کے بعد جناب مظہر کلیم ایم۔ اے کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ مظہر کلیم ایم اے کا شمار ان شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے جاسوسی ادب میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔ انہوں نے اپنا پہلا ناول عمران سیریز کے تحت پیش کیا اور جاسوسی ادب میں ایک نئے طرز کی بنیاد ڈالی۔ چونکہ ان کا ناول "ماکازونگا" عام روش سے ہٹ کر لکھا گیا تھا، پلاٹ میں انفرادیت، دلکشی اور دلچسپی تھی، انداز تحریر عام فہم اور رواں تھا اس لئے ان کا پہلا ناول ہی قارئین میں بے حد مقبول ہوا۔ اب تک جناب مظہر کلیم ایم اے کے چوبیس ناول شائع ہو چکے ہیں۔ گزشتہ دنوں ان سے ایک تفصیلی ملاقات ان کے ذاتی ادارے خان برادرز ملتان میں ہوئی جسے قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش کیا جا رہا ہے ——— (طاہر نجمی)

مظہر کلیم صاحب ———،

"ایک بالکل ذاتی قسم کا سوال ہے کیا آپ بتائیں گے کہ آپ کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی اور آپ نے ایم اے کس مضمون میں کیا؟" میں نے گفتگو کی ابتدا کرتے ہوئے کہا۔

۲۲ جولائی ۱۹۴۲ء ملتان میں پیدا ہوا اور پنجاب یونیورسٹی سے اردو میں پوسٹ گریجویشن کی ڈگری لی ہے۔

میرا دوسرا سوال تھا کہ آپ میں تصنیف و تالیف کی تحریک کیوں کر پیدا ہوئی؟ اور آپ نے خاص کر جاسوسی ادب کا انتخاب کیوں کیا؟

دراصل مجھے بچپن سے ہی مطالعے کا بے حد شوق تھا اور دوران مطالعہ مجھے جو خامیاں دوسروں کے مضامین میں نظر آتیں تو میں ان پر گھنٹوں سوچ بچار کیا کرتا تھا۔ چونکہ میں ان لوگوں کو تو کچھ نہیں کہہ سکتا تھا اس لئے اچھی چیز پیش کرنے کے لئے خود لکھنا شروع کیا۔ سب سے پہلے میں نے بچوں کے رسالہ "تعلیم و تربیت" میں ایک ڈرامہ لکھا۔ بعد ازاں

کالج میگزین اور دیگر رسائل میں میرے مضامین وغیرہ باقاعدہ شائع ہوتے رہے۔ جہاں تک جاسوسی ادب کے انتخاب کا سوال ہے تو یہ میں نے خود نہیں کیا بلکہ مجھ سے کرایا گیا تھا۔ ملتان کے ایک پبلیشر سے دوستی ہوئی تو اس نے جاسوسی ادب میں اچھے طبعزاد مسودے نہ ملنے کا رونا رویا اور مجھ سے درخواست کی کہ میں اس میدان میں طبع آزمائی کروں۔ میں نے ان سے وعدہ کر لیا اور اس طرح سب سے پہلا ناول عمران سیریز کے تحت بعنوان "ماکازونگا" لکھا گیا۔

کلیم صاحب! یہ بتائیے کہ آپ نے جاسوسی ناولوں کی ابتداء جناب ابن صفی بی اے کے کردار عمران سے کیوں کی؟

مسئلہ دراصل یہ تھا کہ اس وقت جاسوسی ادب پر عمران سیریز کا طوطی بول رہا تھا اور چونکہ میں نے اپنے دوست پبلشر کو فائدہ پہنچانے کے لیے لکھنا شروع کیا تھا اس لئے مجھے مجبوراً عمران سیریز پر ناول لکھنا پڑا۔ ذاتی طور پر مجھے عمران کا کردار بے حد پسند ہے کیونکہ یہ کردار انتہائی منجھا ہوا اور دلچسپ ہے۔ ویسے میں نے خود بھی اپنے ناولوں میں چند نئے کرداروں کا اضافہ کیا ہے جسے قارئین نے بے حد پسند کیا۔

مظہر کلیم ایم اے

میرا اگلا سوال تھا کہ پاکستان میں جاسوسی ادب کے مستقبل کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

میرے اس سوال پر مظہر کلیم صاحب چند لمحے خاموش رہے پھر بولے پاکستان میں جاسوسی ادب کو ادب ہی شمار نہیں کیا جاتا اور ادب کے ٹھیکیدار اس بات پر مصر ہیں کہ جس ادب میں رومانیت کا عنصر

مظہر کلیم ایم اے، نمائندہ شبستان ڈائجسٹ طاہر عجمی کیساتھ

مظہر کلیم صاحب سابق گورنر اختر حسین سے انعام لے رہے ہیں

موجودہ ہوا تے ادب عالیہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ادب کو وہ صرف جذبات کی ترجمانی گردانتے ہیں اور صرف ذہن کی ترجمانی کو وہ ادب ماننے کو کسی قیمت پر تیار نہیں ہوتے جبکہ جاسوسی ادب میں جذبات اور رومانیت سے ہٹ کر صرف ذہن کی ترجمانی کی جاتی ہے مگر غیر ممالک میں ایسا نہیں ہے وہاں جاسوسی ادب کو باقاعدہ ادب میں شمار کیا جاتا ہے۔ ویسے اب یہاں بھی صورت حال تیزی سے بدلتی چلی جا رہی ہے اور عشق و محبت کے پٹے پٹائے ادب سے لوگ باغی ہو کر جاسوسی ادب کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں اس لئے مجھے امید ہے کہ اگر مزید اچھا لکھنے والے جن کی ابھی خاصی کمی ہے اس میدان میں آ گئے تو اس کا مستقبل خاصہ تابناک ہو جائے گا۔

کلیم صاحب! آپ ایک طویل عرصہ سے جاسوسی ادب پر کام کر رہے ہیں کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ نے جاسوسی ادب کو کوئی نیا اسلوب دیا ہے؟

جہاں تک نئے اسلوب کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنے ناولوں میں نیا قدم اٹھایا ہے اور وہ اس طرح کہ میرے ناولوں میں پلاٹ کی بندش کچھ اس قسم کی ہوتی ہے کہ قاری شروع سے آخر تک تجسس کا شکار رہتا ہے اور میں کوشش کرتا ہوں کہ میرے ناولوں کا پلاٹ اور کرداروں کی فعالیت حقیقت کے زیادہ سے زیادہ قریب رہے۔

یہ مشاہدہ میں آیا ہے کہ ہمیشہ فنکار اپنی تخلیق کے بارے میں مطمئن نظر نہیں آتے آپ اس بارے میں کیا کہنا پسند کریں گے؟

تخلیق سے مطمئن ہونا میری نظر میں ذہنی موت ہوتی ہے۔ کوئی بھی ادیب یا فنکار اپنی تخلیق سے مطمئن ہو جاتا ہے تو اس کی ذہنی پرواز ختم ہو جاتی ہے اور وہ یکسانیت کا شکار ہو جاتا ہے۔ میں نے اب تک جتنے ناول لکھے ہیں گو وہ بے حد مقبول ہوتے ہیں لیکن میں ذاتی طور پر ان سے مطمئن نہیں ہوں اور ہمیشہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہوں۔ یہ صرف میری ذاتی بات نہیں ہے بلکہ میرا ہر آنے والا ناول ایک نئے انداز اور ایک نئے تجربے کا حامل ہوتا ہے۔

کلیم صاحب عام طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ جاسوسی ناول ذہنوں کو تخریب کی جانب مائل کرتے ہیں اور معاشرے میں جرائم پھیلانے کا سبب بن رہے ہیں کیا آپ اس سے متفق ہیں؟

یہ خیال قطعی غلط ہے۔ جاسوسی ادب کسی بھی لحاظ سے جرائم کے فروغ کا باعث نہیں بنتا بلکہ میرے اپنے نظریئے کے مطابق اس سے جرائم کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ کیونکہ جاسوسی ناول میں نیکی اور بدی کی کشمکش مختلف کرداروں کے روپ میں پیش کی جاتی ہے اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ کبھی کسی جاسوسی ناول کے آخر میں آخری فتح شر کی نہیں ہوتی بلکہ خیر ہمیشہ غالب آتا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے جاسوسی ناولوں کے مثبت کردار انتہائی ٹھوس کریکٹر کے مالک ہوتے ہیں اور وہ اپنی فرض شناسی پر قریب ترین رشتوں کو بھی قربان کر دیتے ہیں۔ اس طرح معاشرے میں فرض شناسی اور حب الوطنی کو فروغ ملتا ہے۔

کیا موجودہ ڈائجسٹوں کی بھرمار سے جاسوسی ناولیں متاثر ہوتی ہیں؟

بظاہر تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ڈائجسٹ ہر قسم کے ادب پر چھا گئے ہیں مگر میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ دو علیحدہ علیحدہ میدان ہیں۔ جو فرق ناول اور افسانے میں ہے وہی فرق یہاں بھی موجود ہے ناول کے قارئین کی تسکین صرف ڈائجسٹ نہیں کر سکتے اور ڈائجسٹوں کا یہ طوفان عارضی ہے اس طوفانِ عارضی کے گزرنے کے بعد ناول ایک مرتبہ پھر اپنی اہمیت قارئین پر واضح کر دیں گے۔ ڈائجسٹ کی اصلیت ایک پوسٹ کارڈ کی سی ہوتی ہے اس لئے کہ ایک پڑھنے کے بعد وہ اپنی وقعت اور اہمیت کھو بیٹھتے ہیں جب کہ ناول کی اہمیت ہمیشہ قائم رہتی ہے۔

کیا آپ کے ناولوں کے ترجمے دیگر زبانوں میں بھی ہوئے ہیں؟

جی ہاں! میرے کئی ناولوں کے ترجمے ہندی، فارسی اور انگلش میں ہو چکے ہیں۔

کلیم صاحب! آج کل آپ کے نام کی مناسبت سے بہت سے "کلیم" پیدا ہو گئے ہیں اور آپ کے نام کے ساتھ ڈگری کا فرق ڈال کر جو مواد چھپ رہا ہے اس کے بارے میں آپ اظہارِ خیال کرنا پسند کریں گے؟

دراصل ہمارے ملک میں مقبول ہونا بھی ایک جرم ہے جب کوئی ادیب یا کوئی چیز مقبولیت کی سند حاصل کر لیتی ہے تو کچھ لوگ اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ جب میرے ناول مارکیٹ میں مقبول ہوئے تو یار لوگوں نے میرے نام سے فائدہ اٹھانے کی کوششیں شروع کر دیں چنانچہ اس کے لئے وہ ملتے جلتے یا ڈگری کا فرق ڈال کر اپنا الو سیدھا کرنے میں مصروف ہیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس سے کوئی مستقل فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ ان کا واسطہ جاہل افراد سے نہیں تعلیم یافتہ اور باشعور لوگوں سے ہے اور ہر قاری اصل اور نقل کی اچھی طرح پہچان کر سکتا ہے اور یہ صرف میرے ساتھ ہی نہیں ہے بلکہ ہر مصنف کے ساتھ ایسا ہوتا آیا ہے مثلاً ابن صفی، ایچ اقبال، رومانی ادب میں رضیہ بٹ اور سلمیٰ کنول وغیرہ۔

کلیم صاحب میں نے پہلا سوال آپ سے ذاتی قسم کا کیا تھا اب آخر میں ایک اور ذاتی قسم کا سوال ہے۔ کیا آپ نے کبھی عملی زندگی میں بھی جاسوسی کرنے کی کوشش کی ہے؟

میرے اس سوال پر وہ خاصے لطف اندوز ہوئے اور مسکراتے ہوئے بولے۔ میری جاسوسی صرف کتابوں کی حد تک محدود رہی ہے۔ عملی زندگی میں کبھی ایسا موقع نہیں ملا۔

مظہر کلیم ایم اے کے تعلیمی دور کی ایک یادگار تصویر!